اضافات :

بیاض دولت رائے سندھی کے متعلق ڈاکٹر الیاس عشقی کا اضافی نوٹ :

فاضل گرامی ڈاکٹر الیاس عشقی کا ایک تعارفی مضمون بعنوان "رسالہ تحقیق پر ایک نظر" مجلہ دانش اسلام آباد کے تازہ شمارےمیں شائع ہوا ہے جس میں"تحقیق" شمارہ پنجم کے ذیل میں بیاض دولت رائے سندھی پر مضمون کا ذکر بھی آتا ہے۔ رسالہ تحقیق پر اس تعارفی مضمون کی اشاعت کے بعد موصوف نے ایک اضافی نوٹ بیاض دولت رائے سندھی کی بعض اطلاعات کے بارے میں، اشاعت کے لیے ارسال فرمایا ہے۔ یہ سندھ کی تاریخ کے ایک توجہ طلب گوشے سے بھی متعلق ہے۔ اس لیے قارئین کے استفادے کے لیے پیش کیا جاتا ہے۔

اضافی نوٹ :

تحقیق نمبر ۵ کے تبصرےمیں سے نقل کرتے وقت خدا جانے کیوں یہ حصہ قلمزد کردیا گیا تھا۔ اب خیال ہوتا ہے کہ قارئین کی نظر سے گذر جائے تو بہتر ہے۔ اس لیے نقل کرکے پیش کیا جاتا ہے۔

"ڈاکٹر نجم الاسلام کو قدیم مخطوطات اور نادر کتابوں کی تلاش رہتی ہے اور ایسی چیزوں کو سامنے لاکر محققین اور سنجیدہ قارئین کی دل چسپی کا سامان فراہم کرتے اور ادبی معلومات میں

اضافہ کرتے رہتے ہیں۔ اس بار انھوں نے سندھ پراونشل لائبریری (علامہ داؤد پوتا کتب خانہ) حیدرآباد میں ایک نادر مخطوطے "بیاض دولت رائے سندھی" کا سراغ لگایا ہے۔ اور اس کے مندرجات پر روشنی ڈالتے ہوئے بعض دل چسپ اور مفید معلومات فراہم کی ہیں۔ ان کے اس مضمون کے مطالعے کے دوران ذہن میں بعض سوالات پیدا ہوئے ہیں جن کے جوابات معلوم کرنے کو جی چاہتا ہے۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ ملا دو پیازے کی بیٹی کا نام کیا تھا ؟ اس کے نام میں "ف" اور "غ" کا فرق جو دولت رائے سندھی اور محمود شیرانی کے ہاں ملتا ہے ؛ کیا کتابت کی بے احتیاطی کا نتیجہ ہے؟

دوسرا سوال صنعت حروف تہجی والی غزل سے متعلق ہے جسے بیاض میں شیخ سعدی سے منسوب کیا گیا ہے۔ ظاہر ہے کہ اس ادنیٰ درجے کے کلام کو شیخ سعدی شیرازی سے تو منسوب نہیں کیا جا سکتا۔ ویسے بھی ریختہ کی روایت برصغیر سے تعلق رکھتی ہے ، ایران میں اس کا سراغ نہیں ملتا۔ تو پھر کیا یہ کلام، سعدی دکنی کا ہے ؟ یا اسے کسی ایسے شاعر سے منسوب کیا جائے جس کا تخلص سعدی تھا؟

لیکن سب سے زیادہ اہم سوال جو پیدا ہوتا ہے وہ سندھ کی تاریخ سے تعلق رکھتا ہے، اور "بیاض دولت رائے سندھی" پر ڈاکٹر صاحب موصوف کے مضمون کے مطالعے کے دوران پیدا ہوتا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ کلہوڑے کون تھے؟ اس مضمون میں ایک جگہ لکھا ہے کہ راجہ جیسلمیر نے نواب اللہ یار خاں کو لکھا ہے کہ " درگا داس راٹھور نے آمادۂ فساد ہو کر ٹھٹھے کا رخ کیا ہے ..." بختیار خاں افغان اور مفسدان ڈوکرہ ..." یہاں مفسدان ڈوکرہ سے مراد دین محمد ڈوکرہ اور اس کا بھائی یار محمد ڈوکرہ ہے جنھیں تاریخ سندھ میں

کلہوڑہ کہا جاتا ہے۔ بیاض میں ان کے لیے ڈوکرہ آیا ہے، مآثرِ عالمگیری کے انگریزی مترجم جادو ناتھ سرکار نے ڈوکرہ کے بجائے ڈوگرہ لکھا ہے جو واقعی دل چسپ بھی ہے اور مفید بھی اور اہل تحقیق کو دعوت فکر بھی دیتا ہے۔

سندھ میں مشہور ہے کہ کلہوڑے دراصل گداگر (فقیر Mendicants) تھے جو پنجاب کے ضلع میانوالی کی طرف سے سندھ میں آئے تھے۔ اورنگ زیب کے عہد میں انھیں عروج حاصل ہوا۔ وہ رفتہ رفتہ سندھ کے صوبیدار بن گئے۔ ذات کے لقب سے ملقب ہوئے اور پھر سندھ کے حکمراں بن بیٹھے۔ اس تمام عرصے میں انھوں نے پیری مریدی کا سلسلہ جاری رکھا۔ وہ سندھ کے اچھے حکمراں ثابت ہوئے، بہت سے کارھائے نمایاں انجام دیے، شہر بسائے، قلعے تعمیر کیے، ان کی حکومت، کو میران ٹالپر نے ختم کیا۔

انھی کلہوڑوں کی ایک شاخ نے ریاست بہاولپور کی بنیاد رکھی اور داؤد پوترے (داؤد پوٹے) کہلائے، پھر آگے چل کر عباسی مشہور ہوئے۔ بہاولپور کے آخری حکمراں سر صادق محمد خاں عباسی تھے۔ یہ ہے کلہوڑوں کی ابتداء اور انتہا کی کہانی۔ مگر بیاض دولت رائے میں ان کو ڈوکرہ اور مآثر عالمگیری کے انگریزی ترجمے میں ڈوگرہ کہا گیا ہے۔ دونوں میں سے صحیح لفظ کیا ہے؟ ہم یہ سوچنے پر مجبور ہوتے ہیں کہ ڈوگرہ ایک ہندو قوم یا قبیلہ ہے جو شاید کسی زمانے میں سارے پنجاب میں پھیلا ہوا تھا مگر اب کہیں کہیں ملتا ہے۔ ہم اسے ڈوگرہ سمجھنے پر اس لیے مجبور ہیں کہ جادو ناتھ سرکار ایک مورخ ہے اور اس نے یہ لفظ تحقیق کے بعد استعمال کیا ہوگا۔ ویسے بھی اردو و فارسی زبانوں کے کاتب کاف اور گاف کو اپنی تحریروں میں ہمیشہ زیادہ سے زیادہ واضح نہیں کرتے۔

اس ڈوگرہ قوم کی باقیات اب کشمیر اور اس کے صوبے جموں میں کثرت سے موجود ہے اور یہ لوگ اپنے آپ کو راجپوت کہتے ہیں کشمیر کا آخری حکمراں مہاراجہ ہری سنگھ بھی ڈوگرہ تھا تو کیا کلہوڑے انھی ڈوگروں سے تعلق رکھتے تھے، جو اسلام قبول کرنے کے بعد گداگروں کی صورت میں سندھ میں وارد ہوئے؟ ڈاکٹر نجم الاسلام کے مضمون کے مطالعے کے دوران سندھ کی تاریخ سے متعلق یہ اہم سوال پیدا ہوتا ہے جو محققین اور مورخین سے جواب چاہتا ہے"۔

مدیر تحقیق کی طرف سے ایک تصریح: لفظ ڈوکرہ میں اصلاً کاف ہے یا گاف؟ اور یہ سہو کتابت ہے یا ایک ایسی تبدیلی جو زمانے کے گذرنے کے ساتھ وارد ہوئی؟ اس ذیل میں سندھ کے معروف مقام ڈوکری کو بھی سامنے رکھنا چاہیے جو تاریخی مقام موئن جو دڑو سے چند کلو میٹر کے فاصلے پر ہے اور اسی علاقے میں ہے جو حکمراں بننے سے پہلے کلہوڑوں کا مرکز قوت تھا۔

قصۂ چہار درویش فارسی کے متعلق ولیم جونس کا ایک خط

باغ و بہار پر راقم (نجم الاسلام) کے تبصرے کے ذیل میں حسب ذیل اضافہ کیا جاتا ہے:

کشتی کے ذریعے کلکتے سے بنارس جاتے ہوئے، ولیم جونس اپنے ایک خط مورخہ ۱۲ اپریل ۱۷۸۴ء میں جان شور کو لکھتا ہے:

"In July & during the rainy season I shall live in a floating house on the Ganges.... and then I shall be able.... to dictate to Anna Maria a translation of of a beautiful Persian tale called the Four Dervixshes for Lady Althrop."